سوال 1:- شرح تہذیب کے متن، ماتن، شرح اور شارح کا نام تحریر کریں؟

جواب:-

شرح تہذیب کے متن کا نام تہذیب المنطق والکلام اور ماتن کا نام علامہ امام مسعود بن عمر بن عبد اللہ سعد الدین اور شرح کا نام شرح التھذیب اور شارح کا نام عبد اللہ بن شہاب الدین حسین الیزدی ہے۔

سوال 2:-

مصنف اور شارح کے مختصر حالات زندگی تحریر کریں؟

جواب:-

"تہذیب المنطق کے مصنف کے حالات"

نام و نسب:-

آپ کا نام مسعود بن عمر بن عبد اللہ ہے آپ کا لقب سعد الدین اور آپ تفتازان علاقے کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے تفتازانی کہلاتے ہیں۔

"ولادت مبارکہ:-

آپ کی ولادت اور وفات کی تاریخ میں اختلاف ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ خراسان کے شہر تفتازان میں 712ھ میں پیدا ہوئے اور 791ھ میں وفات پائی۔ اور ایک قول کے مطابق 722ھ میں پیدا ہوئے اور 792ھ میں سمرقند کے علاقے میں وفات پائی

اساتذہ کرام :-

آپ کے اساتذہ میں علامہ عضد الدین ایجی
2 علامہ قطب الدین محمد بن محمد رازی
3 علامہ محمد بن سعید بن مسعود نیشا پوری ہے
4 علامہ احمد بن عبد الوھاب بن داؤد بن علی قوصی شامل ہیں۔

"آپ کی تصانیف" :-

آپ نے مختلف علوم و فنون
پر بہت کتابیں تحریر فرمائیں
1 شرح تلخیص المفتاح یعنی المطول۔
2 شرح عقائد نسفیہ 3 مختصر المعانی 4 تہذیب المنطق والکلام
5 التلویح 6 سعدیہ 7 مقاصد وغیرہ۔

★ "شرح تہذیب کے مصنف کے حالات"

نام ونسب :-
عبداللہ بن شھاب الدین یزدی۔

ان کی ولادت معلوم نہ ہو سکی ان کی وفات 1015ھ میں اصبہان کے علاقے میں ہوئی۔

تلامذہ :-
ان کے شاگردوں میں بہاء الدین محمد بن حسن عاملی اور مرزا ابراہیم ہمدانی اور ان کے بیٹے حسن علی شامل ہیں۔

"تالیفات"

انہوں نے بہت ساری اور کافی کتب تحریر کیں جن میں سے چند یہ ہیں
شرح قواعد فی الفقہ   شرح مجالہ

حاشیہ علی الشرح علی نحو معانی   شرح تہذیب

"مسلک"

انکا مسلک شیعہ تھا انکی کتاب
شرح تہذیب ایک شیعہ ہونے کی دلیل ہے وہ اسطرح کہ
آل نبی کی شرح اسطرح فرمائی
وال النبی عترتہ المعصومون
جو کہ یہ شیعہ کا عقیدہ ہے۔

سوال ۳ :-

علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض غایت تحریر فرمائیں؟

جواب :-

علم منطق کی تعریف:-
منطق ایک ایسا قانونی آلہ ہے جسکی رعایت ذھن کو خطائی الفکر سے بچا لے۔

علم منطق کا موضوع:-
اسکا موضوع معلومات تصوریہ اور تصدیقیہ ہیں اس حیثیت سے کہ وہ معلومات تصوریہ اور تصدیقیہ مطلوب تصوری (معرّف) یا مطلوب تصدیقی (حجت) تک پہنچا دیں۔

علم منطق کی غرض غایت:-
کسی چیز میں غور و فکر کرتے وقت ذھن کو غلطی سے بچانا

سوال:۔

مصنف نے اپنی کتاب کو الحمد للہ سے کیوں شروع کیا؟

جواب:۔

مصنف علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب کو الحمد للہ سے شروع کیا قرآن پاک کی پیروی کرتے ہوئے بعد خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے۔

سوال:۔

قولہ "الحمد للہ" غائب کی ضمیر کے لیے کلام سابق میں مرجع کا ہونا ضروری ہے اس اعتبار سے شارح کے قول "قولہ" کی "ہ" ضمیر کا مرجع متعین فرمائیں جبکہ کلام سابق میں کوئی اسم ظاہر مذکور نہیں؟

جواب:۔

قولہ میں "ہ" ضمیر کا مرجع حمداً بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ صراحتاً باطل ہے۔ اسکا مرجع قائل بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ قائل پہلے ہی مذکور نہیں ہے اور اسکا مرجع اللہ تعالیٰ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں قول سے مراد اللہ تعالیٰ کا قول ہی مقصود نہیں ہے اگر یہ تینوں مرجع نہیں ہیں تو اسکا مرجع کون ہو سکتا ہے؟

تو ہم نے کہا کہ اس ضمیر کا مرجع قائل ہے جو قول کے ضمن میں پایا جاتا ہے کیونکہ قول عرض ہے جو قولہ الفعل سے ہے اور عرض کے لیے ضروری ہے کہ "وہ کسی کے ساتھ قائم ہو" لہذا اس کا مرجع قائل ہے

لیکن اعتراض تو باقی ہے کہ قائل تو مذکور ہی نہیں ہے

تو ہم نے کہا کہ مرجع کی چند اقسام ہیں

لفظی حقیقی۔ جیسے ضرب زیدٌ غلامَہٗ۔

لفظی تقدیری۔ جیسے ضرب غلامَہ زیدٌ۔

معنوی ضمنًا۔ جیسے اِعْدِلُوا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔

اعدلو ھو اقرب للتقوی میں ھو ضمیر کا مرجع عدل ہے جو اعدلو میں اداء کیا گیا ہے جو کہ معنوی ضمنًا ہے۔

سوال ۶:-

ابتداء کی حدیث تسمیہ اور تحمید دونوں کے بارے میں ہے لہذا ان میں تطبیق کیسے ہو گی؟

جواب:-

ابتداء کی تین اقسام ہیں

1. ابتداء حقیقی:-
سب سے پہلے ہو اس سے پہلے کچھ نہ ہو۔

2. ابتداء اضافی:-
جو بعض چیزوں سے پہلے ہو بعض سے مؤخر ہو

3. ابتداء عرفی:-
جو مقصود سے پہلے ہو اور اس سے پہلے کچھ ہو یا نہ ہو

ہم تسمیہ والی حدیث میں تسمیہ کو ابتداء حقیقی پر محمول کریں گے اور تحمید والی حدیث میں تحمید کو ابتداء اضافی یا ابتداء عرفی پر محمول کریں گے یا دونوں یعنی تسمیہ اور تحمید والی حدیثوں کو ابتداء عرفی پر محمول کریں گے تو دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا۔

سوال 7 :-

حمد اور شکر کی تعریف اور ان کے درمیان نسبت بیان کریں؟

جواب :-

حمد کی تعریف :-

ایسی تعریف جو زبان کے ساتھ کسی کی اختیاری خوبی پر نعمت یا غیر نعمت کے طور پر کی جائے۔

شکر کی تعریف :-

نعمت کے مقابلے میں تعریف کرنا ہے برابر ہے کہ وہ تعریف کرنا دل سے ہو یا زبان سے ہو یا جوارح سے ہو۔

"حمد اور شکر کے درمیان نسبت" :-

ان دونوں کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔

سوال 8 :-

اللہ اسم جلالت کی تعریف کریں نیز "الحمد للہ" اس کلام کے بارے میں شارح نے کہا کہ یہ دعوی مع الدلیل کی طرح ہے اسکی وضاحت کریں؟

جواب :-

اللہ اسم جلالت کی تعریف :-

اللہ اس واجب الوجود ذات کا نام ہے کہ جو تمام صفات کمالیہ کی جامع ہے۔

"الحمد للہ" دعوی مع الدلیل کی وضاحت:۔

لفظ اللہ کی دلالت کرنا ان تمام صفات کمالیہ پر تو کلام ایسی قوت میں ہو گیا کہ کہا جائے گا کہ حمد مطلقاً اس ذات کے حق میں پائی جاتی ہے جو تمام صفات کمالیہ کی جامع ہے

اگر کوئی یہ نہ مانے کہ اللہ تعالی کے لیے تمام حمد نہیں ہے تو اسے یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالی تمام صفات کمالیہ کی جامع ذات نہیں ہے حالانکہ معاملہ اسکے برعکس ہے یعنی اللہ تعالی تمام صفات کمالیہ کی جامع ذات ہے یہ دعوی اپنی دلیل کے ساتھ قائم ہے جیساکہ کسی شئے کا دعوی دلائل اور براہان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس کلام کا لطف پوشیدہ ہیں ہے

سوال:۔

"الذی ھدانا" معتزلہ اور اشاعرہ کے نزدیک ھدایت کے معنی بیان کریں نیز ھدایت کے دونوں معانی پر وارد ہونے والے نقص کو بیان کر کے اسکا جواب دیں ؟

جواب:۔

"ھدایت کے دو معانی"

1. معتزلہ کے نزدیک ھدایت کا پہلا معنی:۔

ھی الدلالۃ الموصلۃ الی المطلوب یعنی وہ دلالت جو مطلوب تک پہنچانے والی ہو۔

2. اشاعرہ کے نزدیک دوسرا معنی:۔

ھی اراءۃ الطریق الموصل الی المطلوب یعنی وہ راہ دکھانا ہے جو مطلوب تک پہنچا دے۔

☆ ھدایت کے پہلے معنی پر وارد ہونے والا نقص :۔

اعتراض :۔

ھدایت کا پہلا معنی اللہ تعالی کے اس فرمان (واما ثمود فھدینھم فاستحبوا العمی علی الھدی) سے ٹوٹ رہا ہے وہ اسطرح کہ پہلا معنی وصول الی المطلوب کو مستلزم ہے اور اس آیت میں ثمود ھدایت پانے کے بعد بھٹک گئے حالانکہ پہلا معنی ھدایت کو لازم ہے ؟

جواب :۔

اس آیت میں "الی الحق" محذوف مانیں گے یعنی (واما ثمود فھدینھم الی الحق فاستحبوا العمی علی الھدی)

اس میں ھدایت کا معنی الی کے واسطے کے ساتھ منسوب ہے تو یہاں دوسرا معنی مراد لیں گے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

☆ ھدایت کے دوسرے معنی پر وارد ہونے والا نقص :۔

اعتراض :۔

ارادۃ الطریق والا معنی اللہ تعالی کے اس فرمان یعنی (انك لا تھدی من احببت) سے ٹوٹ رہا ہے وہ اسطرح کہ حضور علیہ السلام کو فرمایا کہ آپ ھدایت نہیں دے سکتے لیکن ھدایت دینا تو آپ علیہ السلام کی شان نہ سے ہے ؟

جواب :۔

اس آیت میں (الصراط المستقیم) مفعول محذوف ہے یعنی عبارت ہو گی انك لا تھدی من احببت الی الصراط المستقیم۔

اور یہ الگی یا لام کے واسطے کے بغیر ہے یہاں پہلا معنی مراد
لیں گے اور اس پر اعتراض ہیں۔

سوال ⑤ :-

"هذا كناية عن الطريق المستوى"

یہ عبارت سوال کا جواب ہے سوال و جواب تحریر کریں؟

جواب :-

هذا كناية عن الطريق المستوى

پر وارد ہونے والا سوال؟

سوال (۱) :-

شارح نے جو معنی الوسط

"سواء الطریق" کا بیان کیا ہے تو اس نے اسکے ذریعے اپنے شیخ جلال الدین دوانی
کی مخالفت کی ہے کیونکہ انہوں (شیخ) نے سواء الطریق کا معنی
الطریق مستوی و صراط مستقیم بیان کیا جبکہ شارح نے الوسط
بیان کیا؟

سوال (۲) : سواء الطریق کا معنی اگر طریق مستوی اور صراط مستقیم کریں تو اس سے
تکلفات کرنے پڑیں گے جوکہ درست نہیں ہیں
پہلا تکلف: سواء کو استواء کے صیغہ بنانا پڑے گا دوسرا تکلف: استواء کو
مستوی کے معنی میں کرنا پڑے گا پھر صفت کی اضافت موصوف کی طرف کرنا پڑے گی۔

جواب سوال نمبر (۱) شارح نے اپنے شیخ کی مخالفت نہیں کی کیونکہ معنی
تو شیخ نے ہی وسط بیان کیا ہے اور المستوی اور صراط مستقیم وسط کے لازم ہیں
تاکہ سواء الطریق کے لغوی معنی ہیں

جواب سوال نمبر (۲)،

تکلفات اگرچہ کرنا پڑ رہے ہیں اور یہ تکلفات
لغوی معنی میں بیان نہیں کرنا پڑ رہے اور جو تکلفات منع ہیں
وہ لغوی معنی میں تکلفات بیان کرنا منع ہیں طریق مستوی
اور صراط مستقیم تو سواء الطریق کے لغوی معنی ہی نہیں ہیں بلکہ یہ تو

لازم معنی ہیں سواء الطریق کا معنی لغتی لازم ہے عموماً یا ملت اسلام کا خصوصی ہے

سوال :-

"وجعل لنا التوفیق خیر رفیق"

اس عبارت میں "لنا" ظرف لغو ہے یا مستقر بہر صورت اس کا متعلق شرح تہذیب کی روشنی میں مقرر فرما کر وجہ تعلق واضح فرمائیں؟

جواب :-

اعتراض! "لنا" کا متعلق نہ جعل ہو سکتا ہے نہ رفیق۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ لنا ظرف کو جعل کے متعلق اس لیے نہیں کر سکتے کیونکہ جعل کے ساتھ جب لام آتا ہے تو وہ لام تعلیلیہ ہوتا ہے تو اسے معلل بالاغراض ہونا لازم آتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے جو افعال ہیں وہ کسی غرض کی وجہ سے ہیں حالانکہ وہ تو اس سے پاک ہے اس وجہ سے لنا کو جعل کے متعلق بنانا درست نہیں، اور اگر رفیق کا متعلق بنائے ہیں تو یہ مضاف الیہ ہے تو رفیق مضاف الیہ کے معمول (لنا) کا (خیر) مضاف پر مقدم ہونا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں ہے

★ **اس کے جواب میں ہم نے کہا کہ**

لنا کا متعلق جعل بھی بنا سکتے ہیں اور رفیق بھی۔ کیونکہ یہاں پر جو لام ہے وہ انتفاع کیلئے ہے نہ کہ تعلیل کے لیے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ (وجعل لکم الارض فراشا) لنا یہ ظرف ہے اور ظرف وہ ہوتا ہے اس میں وہ وسعت ہوتی ہے جو اسکے غیر میں نہیں ہوتی تو رفیق کو متعلق بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں

سوال 12 :-
توفیق اور صلاۃ کا معنی بیان فرمائیں؟
جواب :-
توفیق کا معنی :-
مطلوب خیر کی طرف اسباب کا متوجہ ہونا۔
صلاۃ کا معنی :-
صلاۃ کا معنی "الدعا" ہے یعنی رحمت کو طلب کرنا جب صلاۃ کی اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو طلب کے معنی سے خالی ہوگا اور اس وقت اسکے ساتھ مجازاً رحمت مراد لی جائے گی۔
سوال 13 :-
"علی من ارسلہ ھدی" مصنف نے سرکار علیہ السلام کے نام مبارک کو صراحتاً ذکر کیوں نہیں فرمایا وجہ تحریر کریں؟
جواب :-
مصنف [illegible] نے آپ علیہ السلام کے نام مبارک کو صراحتاً ذکر نہیں فرمایا نام مبارک کی تعظیم کرتے ہوئے اور جلال کی وجہ سے بیان نہیں فرمایا۔
اور اس بات پر تنبیہ کی ہے کہ بے شک وصف کو بیان کرنا ایسے مرتبے پر ہے کہ اس وصف سے ذہن آپ کی ذات ہی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

سوال 14 :-

نبی اور رسول کی تعریف اور ان کے درمیان نسبت بیان فرمائیں؟

جواب :-

رسول کی تعریف :-

هو النبی الذی ارسل الیہ دین و کتاب۔

رسول وہ نبی ہوتا ہے کہ جسکی طرف دین اور کتاب کو بھیجا گیا ہو۔

نبی کی تعریف :- نبی وہ آدمی ہے جسکے پاس وحی یعنی خدا کا پیغام آیا لوگوں کو خدا کا راستہ بتانے کے لیے خواہ یہ پیغام نبی کے پاس فرشتہ لے کر آیا ہو خود نبی کو اللہ پاک کی طرف سے اسکا علم ہوا ہو۔

رسول اور نبی کے درمیان نسبت :-

رسول اور نبی کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے

سوال 15 :-

مصنف نے وصف رسالت ہی کو کیوں ذکر کیا اور بھی تو اوصاف تھے؟

جواب :-

مصنف نے تمام اوصاف میں سے اس وصف کو اس وجہ سے خاص کیا کیونکہ یہ وصف تمام صفات کمالیہ کو مستلزم ہے باوجود اسکے کہ اس کے ساتھ وضاحت ہو گئی کہ آپ علیہ السلام

نبی ہونے کے ساتھ ساتھ رسول بھی ہیں تو
رسالت نبوت کے اوپر ہے۔

سوال 16 :-

ھُدًی میں کتنے ترکیبی احتمالات
ہیں بیان کریں نیز ان پر وارد ہونے والے
اعتراضات وجوابات نقل کریں؟

جواب :-

ھدًی میں تین ترکیبی احتمال ہیں
(1)۔ مفعول لہ (2) ارسل کی ھو ضمیر سے حال
(3) ارسلہ کی "ہ" ضمیر منصوب سے حال۔
ھدًی کے مفعول لہ ہونے پر اعتراض :- (1)
ارسل فعل کے لیے
ھدًی کو مفعول لہ نہیں بنا سکتے کیونکہ مفعول لہ کے لیے ضروری ہے کہ
اس مفعول کا فاعل اور فعل معلل بہ کا فاعل بھی ایک ہو جبکہ
یہاں دونوں ایک نہیں

اعتراض نمبر (2)،

ھدًی مصدر ہے اور مصدر وصف محض ہوتا ہے ھو ضمیر اور
"ہ" ضمیر منصوب ذات ہیں تو وصف محض کا ذات پر حمل کرنا درست
نہیں۔

جواب اعتراض (1)

ھدًی کو مفعول لہ بنا
سکتے ہیں اس وقت ھدایت سے مراد ھدایت اللہ ہو گی۔

جواب اعتراض (2)

ھدًی اگرچہ مصدر ہے لیکن مصدر کبھی اسم فاعل اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں ہوتا ہے اور یہاں مبنی للفاعل ھادیًا کے معنی میں ہے یہ وصف محض نہ رہا اور مصدر کا ذوالحال پر جو حمل ہوگا وہ مبالغہ کے طریقے پر ہوگا تاکہ فعل معلل بہ کا فاعل ہوجائے ھدایت کے لیے بھی اور ارسال کے لیے بھی۔

سوال 17 :-

ھو بالاھتداء حقیق

اھتداء کو بانْ یُھتدی کے معنی میں کرنے کی غرض تحریر کریں نیز اس جملہ یعنی "ھو بالاھتداء حقیق" میں کتنے ترکیبی احتمالات ہیں بیان کریں؟ حالین مترادفین اور حالین متداخلین کی تعریف کریں؟

جواب :- اھتداء کو بان یُھتدی میں کرنے کی غرض :-

ھو بالاھتداء حقیق میں ھو مبتدا جوکہ ذات ہے اور اھتداء مصدر ہے اور مصدر وصف محض ہوتا ہے اور وصف محض کا ذات پر حمل درست نہیں ہے تو اھتداء کو مبنی للمفعول بانْ یُھتدی کے معنی میں کر دیا۔

"ھو بالاھتداء حقیق" میں ترکیبی احتمالات :-

اس میں چار ترکیبی احتمالات ہیں۔

(1) ھو بالاھتداء حقیق پورا جملہ ھدًی (موصوف) کی صفت ہے

(2) حالین مترادفین (تعریف) دو حالیں ہوں اور ان دونوں حال کا ذوالحال ایک ہو۔

ھو ما الا ھتداء حقیق یہ مکمل ایک حال ہے اور دوسرا حال ھدًی ہے
اور ان دونوں کا ذوالحال ایک ہے اور وہ "ارسلہ" میں ھو ضمیر
یا ہٗ ضمیر ہے

(ج) حالین متداخلین "تعریف" دو حال ہوں ان دونوں میں سے دوسرا
حال پہلے حال میں موجود ضمیر سے حال ہو اور پہلا حال کسی اور ذوالحال کا حال ہو۔
ھو ما الاھتداء حقیق یہ جملہ ھدًی بمعنی ھادیاً میں ھو ضمیر سے حال ہے اور ھدًی بمعنی
ھادیاً یہ حال ہے ارسلہ میں ھو ضمیر سے یا ہٗ ضمیر [redacted] سے۔
(د) یہ جملہ مستانفہ ہے۔

سوال [18] :- وقس علی ھذا قولہٗ "نورًا" مع
الجملۃ التالیۃ. عبارت مذکورہ کی شرح تہذیب کی
روشنی میں وضاحت کریں؟ نیز لفظ "نورًا" میں
کتنے ترکیبی احتمالات ہیں بیان کریں؟

جواب :-

سوال 19 :- "بہ الاقتداء" "بہ" متعلق "بالاقتداء لابیلیق"

عبارت مذکورہ بہ متعلق بالاقتداء لا بیلیق لانے کی غرض تحریر کرتے ہوئے اس کا مرجع متعین فرمائیں نیز ظرف کو مقدم کرنے کی جو شارح نے وجوہات بیان کی ہیں وہ نقل کریں اور حصر کی صورت میں ہونے والے اعتراض کو جواب کے ساتھ نقل کریں؟

جواب :-

بہ کا متعلق اقتداء ہی ہے نا کہ بیلیق کیونکہ ظرف میں اتنی وسعت ہوتی ہے کہ اگر مقدم بھی ہو جائے کوئی فرق نہیں ہوتا۔ نیز یہاں ظرف کو مقدم کرنے کی دو وجوہات ہیں۔

(1) حصر کا فائدہ حاصل کرنے کے لیے۔

(2) اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا دین تمام دینوں کے لیے ناسخ ہے۔

اعتراض :- آپ نے مقدم کرنے کی ایک وجہ حصر بیان فرمائی ہے حصر تو آپکا باطل ہے کیونکہ صرف آقا علیہ السلام کی پیروی نہیں کی جاتی بلکہ آئمہ کرام رحمھم اللہ کی بھی پیروی کی جاتی ہے؟

جواب :- (1) آئمہ کرام کی پیروی کرنا درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ہے یہ مطلب حصر حقیقی کی صورت میں ہوگا

(2) حصر اضافی کی صورت میں پیروی انبیاء علیھم السلام کے مقابل میں ہوگی۔ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پیروی ہوگی بقیہ انبیاء کی پیروی نہیں ہوگی

سوال[20] :- وعلیٰ آلہ -

آل کی اصل بیان کرتے ہوئے آل اور اھل میں فرق بیان کریں نیز کیا آلِ نبی معصوم ہیں ؟

جواب :-

بعض نے آل کی اصل أأل بتائی ہے قاعدہ ہے کہ ہمزہ ساکنہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق حرفِ علت سے بدلنا واجب ہے. جب ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت حرفِ علت "الف" سے بدلا تو آل ہو گیا. اور

شارح کا قول یہ ہے کہ آل کی اصل اھل ہے دلیل یہ دیتے ہیں کہ اسکی تصغیر اُھَیْل آتی ہے اور اگر کسی کی اصل بیان کرنی ہو تو اسکی پہلے تصغیر بیان کرتے ہیں

آل اور اھل میں فرق :-

آل کا لفظ اشرف اور عترۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے

جبکہ اھل کا لفظ اشرف اور غیر اشرف سب کو شامل ہے -

نوٹ : آلِ نبی معصوم نہیں بلکہ محفوظ عن الخطاء ہیں

Scanned by CamScanner

سوال 21: صحابی کی تعریف کرتے ہوئے اصحاب اور صحابہ میں فرق بیان کریں؟

جواب:

صحابی کی تعریف: صحابی اس مسلمان کو کہتے ہیں جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار (خدمت) میں حاضری دی اور ایمان کے ساتھ دنیا سے گیا۔

اصحاب اور صحابہ میں فرق:

اصحاب عام ہے جو کہ صحب کی جمع ہے اور یہ صحابہ کرام اور انبیاء کرام کے ساتھ صحبت اختیار کرنے والوں کو شامل ہے

جبکہ صحابہ خاص ہے کیونکہ یہ صرف سرکار علیہ السلام کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو شامل ہے۔

سوال 22:

الذین سعدوا فی مناھج الصدق بالتصدیق

عبارت مذکورہ کا ترجمہ کریں اور مناھج کا معنی بیان کریں نیز صدق اور حق سے کیا مراد ہے یہ بیان کرتے ہوئے بالتصدیق کا متعلق بیان کریں؟

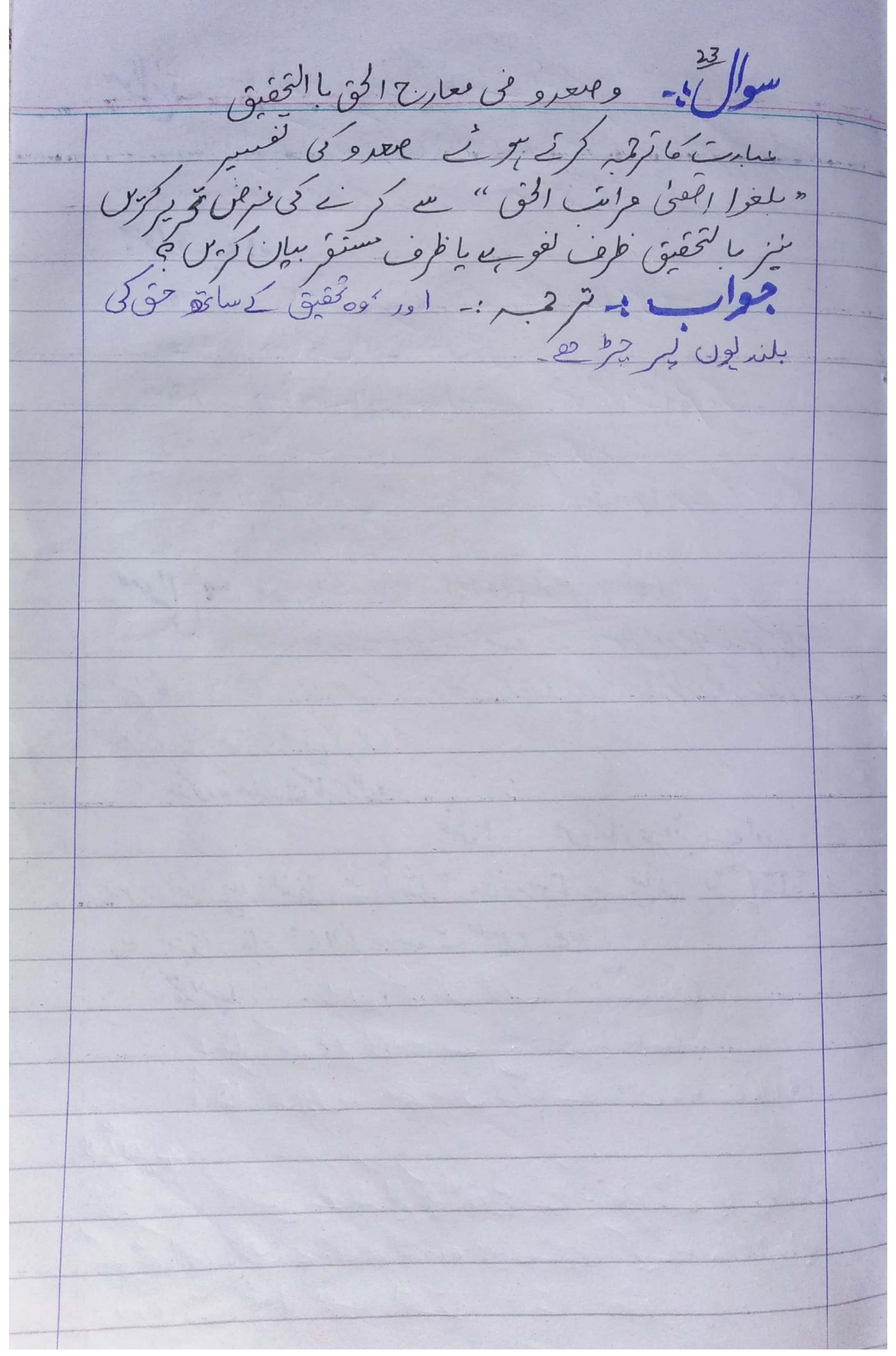
جواب: ترجمہ:۔ وہ جنہیں سعادت دی گئی صدق کے راستوں میں تصدیق کرنے کے سبب۔

مناھج منھج کی جمع ہے جس کا معانی کشادہ راستہ ہے۔

صدق سے مراد خبر واقع کے (مُطابِق) ہو یعنی مطابق کو کسرہ کے ساتھ پڑھیں گے

جبکہ خبر واقع کے مُطَابَق ہو یعنی فتحہ کے ساتھ

اور بالتصدیق کا متعلق سعدوا ہے۔



سوال 23:- وصعدوا فی معارج الحق بالتحقیق

عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے صعدوا کی تفسیر "بلغوا اقصیٰ مراتب الحق" سے کرنے کی غرض تحریر کریں نیز بالتحقیق ظرف لغو ہے یا ظرف مستقر بیان کریں؟

جواب:- ترجمہ:- اور وہ تحقیق کے ساتھ حق کی بلندیوں پر چڑھے۔

سوال ۲۶:- و لعد فهذا غایة تهذیب الکلام

"بُعْدُ" میں کتنے ترکیبی احتمالات ہیں بیان کریں نیز کسی صورت میں مبنی اور کس صورت میں معرب ہوگا؟

جواب:-
بُعد میں تین ترکیبی احتمالات ہیں۔

(۱) مضاف الیہ مذکور ہو
(۲) مضاف الیہ منسیا منسیا کی صورت میں ہو
(۳) مضاف الیہ معنوی طور پر ہو۔

پہلی دو صورتوں میں معرب ہوگا جبکہ آخری صورت میں مبنی علی الضم ہوگا

سوال ۲۵:- فهذا الفاء إمّا علی توهم "أمّا"

مذکورہ عبارت سوال کا جواب ہے سوال اور جواب نقل کریں نیز "فهذا" کا مشار الیہ کیا ہے بیان کریں اور اس پر وارد ہونے والا اعتراض بھی نقل کریں؟

مذکورہ عبارت کا سوال:-

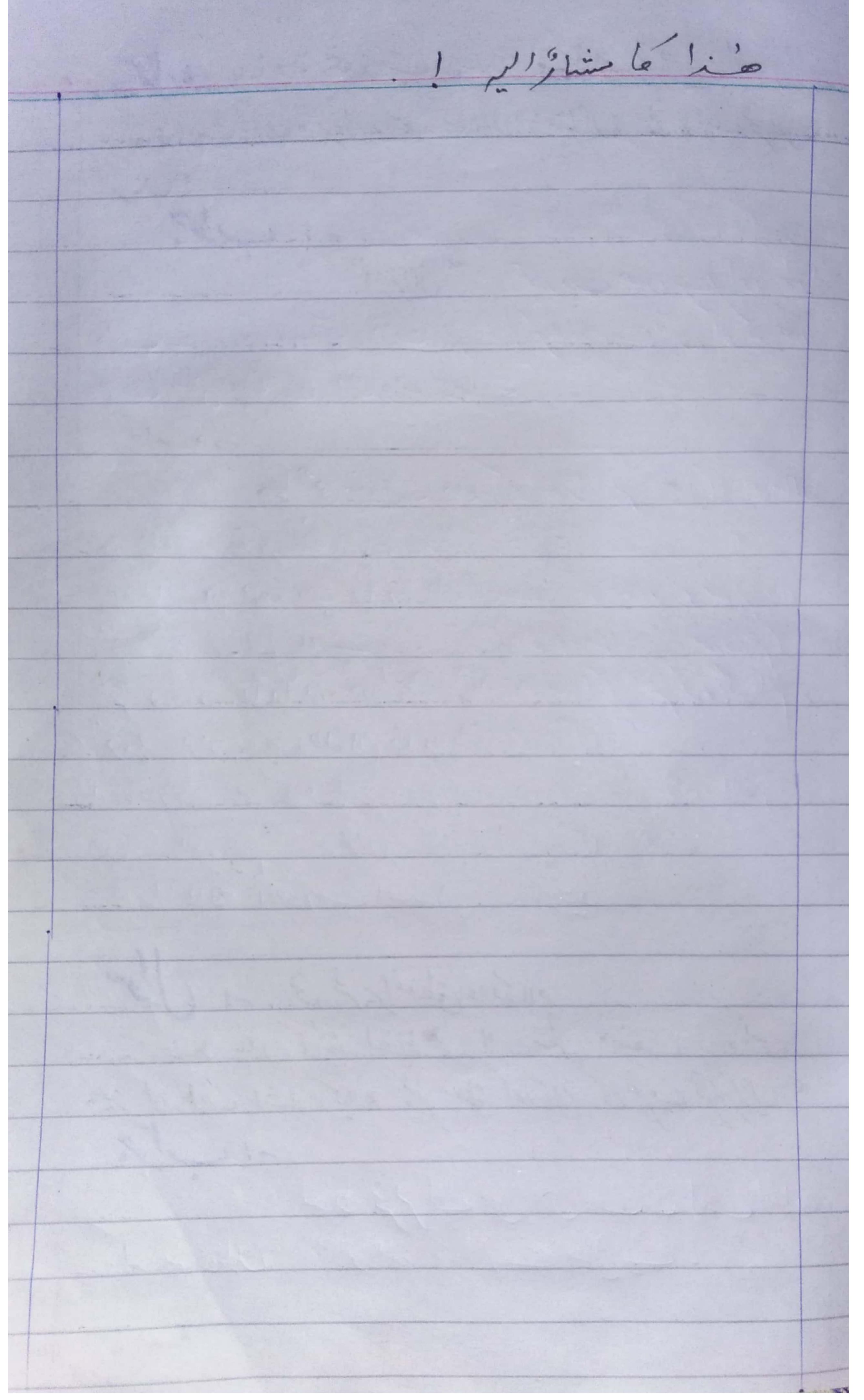
فهذا میں فاء جزائیہ ہے اور اس سے پہلے لفظ "أمّا" مذکور ہوتا ہے یہاں تو "إمّا" ہے لہذا فاء کا لانا درست نہیں ہے؟

جواب:- اس کے تین جواب دیے گئے ہیں۔

أمّا کے وہم کی وجہ سے فاء کو لایا گیا ہے۔

أمّا کو یہاں مقدر مان لیا گیا ہے اسی وجہ سے فاء کو لایا گیا ہے۔

محشی نے جو کہا کہ حق یہی ہے کہ فاء تفسیریہ ہے کیونکہ کسی نحوی نے بھی یہ قاعدہ بیان نہیں کیا کہ فاء جزائیہ اس وقت ہوگا جب لفظ أمّا مذکور ہو۔


هٰذا کا مشارٌ الیہ!

سوال:- غایۃ تھذیب الکلام علی ھذا۔

عبارت مذکورہ پر وارد ہونے والا اعتراض مع جواب تحریر کریں؟

جواب:-

"اعتراض" تھذیب مصدر ہے اور ھذا ذات ہے۔ تو مصدر کو ذات پر محمول کرنا درست نہیں کیونکہ مصدر وصف محض ہوتا ہے اسی وجہ سے ج۔

جواب:-

ھذا تھذیب مصدر کو ھذا پر محمول کیا ہے مبالغہ پر بناء کرتے ہوئے جیسے زید عدل۔ یا

ھذا الکلام مھذب غایۃ التھذیب" کے مقدر ہونے پر بناء کرتے ہوئے محمول کیا ہے۔ (ھذا الکلام مبتدا مھذب خبر)

خبر کو حذف کیا گیا اور مفعول مطلق (غایۃ التھذیب) کو خبر کی جگہ قائم کردیا تو اب ھذا الکلام غایۃ التھذیب ہو گیا۔

اب حذف مجاز کے طریقے پر اسکو اعراب دیا گیا یعنی التھذیب میں الف لام کے عوض کلام کو لایا گیا تو یہ ھذا غایۃ التھذیب الکلام ہو گیا۔

سوال:- فی تحریر المنطق والکلام

لفظ بیان کی جگہ لفظ تحریر لانے میں مصنف نے کس چیز کی طرف اشارہ کیا؟ نیز منطق اور کلام کی تعریف تحریر کریں؟

جواب:-

لفظ تحریر لانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بیان حشو اور زوائد سے خالی ہے۔

نوٹ :- عقائد کے علم کو علم الکلام کہتے ہیں ۔

منطق کی تعریف :-

ایسا قانونی آلہ کہ جسکی رعایت ذہن کو خطا فی الفکر سے بچالے ۔

علم کلام کی تعریف :-

ایسا علم جو اسلامی قانون کے مطابق مُبْدَأ (یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم) اور معاد (یعنی موت کے بعد کے احوال) کے احوال پر ابھارے ۔

سوال :-

ولتقریب المرام میں تقریر عقائد الاسلام

مرام کا معنی بیان کرتے ہوئے یہ بیان کریں کہ عقائد الاسلام میں کونسی اضافت ہے اور اسکی روشنی میں جمہور اہلسنت معتزلہ اور فرقہ کرامیہ کے نزدیک اسلام کس چیز کا نام ہے ؟

جواب :-

عقائد الاسلام میں اضافت :-

اگر اسلام نفس اعتقاد کا نام ہو تو اضافت بیانیہ ہوگی اگر اسلام اقرار باللسان اور تصدیق بالجنان (دل) اور عمل بالارکان یا محض اقرار باللسان کا نام ہو تو اضافت لامیہ ہوگی ۔

اسلام کس چیز کا نام ہے اسمیں تین مذہب ہیں ۔

مذہب اہلسنت :-

اسلام نفس اعتقاد کا نام ہے ۔

مذہب معتزلہ :-

اسلام اقرار باللسان (اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

(آپ علیہ السلام کی رسالت) تصدیق با الجنان اور عمل با لارکان
تینوں کے مجموعے کا نام ہے
مذہب کرامیہ :-
اسلام صرف اقرار باللسان کا نام ہے ۔

سوال :-

جعلتُہ تبصرۃً لمن حاول التبصر لدی الأفہام

عبارت مذکورہ کا ترجمہ کرتے ہوئے شرح تہذیب کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب :- ترجمہ :- میں نے اس کتاب کو بصارت بخش بنایا اس شخص کے لیے جو سمجھنے کے وقت بصارت حاصل کرنے کا ارادہ کرے۔

اعتراض :- تبصرۃ مصدر ہے اور مصدر وصف محض ہوتا ہے اور جعلتُہ افعال قلوب میں سے ہے اور افعال قلوب کے دو مفعول ہوتے ہیں ان دونوں مفعول کے احکام مبتدا اور خبر والے ہوتے ہیں تو تبصرۃ کو مبتدا پر محمول کریں گے جو کہ ذات ہے اور وصفِ محض کا ذات پر حمل کرنا درست نہیں ہے؟

جواب :- دراصل تبصرۃ یہ مبصرا اسم فاعل کے معنی میں ہے تو اب یہ مصدر رہا ہی نہ اور مجاز کا احتمال بھی ہے یعنی اسکی نسبت تو مبصرا کی طرف کرنی تھی لیکن یہاں اس کے غیر یعنی مصدر کی طرف کردی

"لدی الإفہام"

کسرہ کے ساتھ یعنی إفہام پڑھیں گے تو اسکے دو معنی ہیں
(1) مُعلّم کا متعلّم کو سمجھانا (2) متعلم کا معلم سے سمجھنا

پہلے معنی میں کتاب متعلم کے لیے بصارت بخش ہوگی

اور دوسرے معنی میں معلم کے لیے۔

سوال :- ... وتذکرۃ لمن اراد ان یتذکر من ذوی الأفہام خط کشیدہ الفاظ میں کتنے اور کون کونسے ترکیبی احتمالات جائز ہیں بیان کریں؟

جواب :-

من ذوی الأفہام میں دو ترکیبی احتمال ہیں.

من جار ذوی الافہام مجرور

(1) اگر یہ ظرف مستقر واقع ہو تو یہ کائناً کے متعلق ہوگا جوکہ یتذکر میں ھو ضمیر سے حال بنے گا

(2) اگر یہ ظرف لغو ہو تو یہ یتذکر فعل کے متعلق ہوگا۔

سوال :- سِیَّمَا کی اصل بیان کرتے ہوئے اسکے مابعد کی اعرابی حالتیں بیان کریں؟

جواب :-

سِیَّمَا کی اصل لا سِیَّمَا ہے لا کو لفظوں میں کثرت استعمال کی وجہ سے گرا دیا لیکن معنوی طور پر باقی ہے اسکا معنی ہے لا مثل.

پھر مخصوص کے معنی میں استعمال ہونے لگا.

سِیَّمَا کے مابعد کی اعرابی حالتیں!

اسکے مابعد کی تین حالتیں ہیں.

(1) مجرور :-

"ما" زائدہ ہوگا اور "الولد" سیما کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا

(2) منصوب :-

"ما" زائدہ ہوگا اور "الولد" سے پہلے "اعنی" فعل

محذوف مانیں گے اور یہ منصوب ہوگا

مرفوع ج

"ما" موصولہ ہوگا یا موصوفہ ہوگا جبکہ "الولد" مرفوع ہوگا اسکے دو ترکیبی احتمال ہیں

۱) "الولد" خبر ہوگی موصوف مبتدا محذوف کی ہے یا "الولد" یہ مبتدا ہوگا موجود خبر محذوف کا۔

سوال :- مندرجہ ذیل کے معانی بیان کریں۔

الحفی، الحری، قوام، التأیید، عصام، توکل، الاعتصام۔

جواب :

الحفی :- شفیق

الحری :- لائق قوام :- وہ جسکی وجہ سے اسکا معاملہ قائم رہے۔

التأیید :- قوت عصام :- اسکا معاملہ جسکی وجہ سے غلطیوں سے محفوظ رہے۔

توکل :- حق کو مضبوطی سے تھام لینا اور خلق سے منقطع ہو جانا۔

الاعتصام :- قائم رہنا اور مضبوطی سے تھام لینا۔

القسم الاول فی المنطق

سوال (۱): "القسم الاول فی المنطق لما علم ضمناً فی قولہ فی تحریر المنطق والکلام"

مذکورہ عبارت کی غرض شارح واضح کریں نیز مذکورہ عبارت پر ہونے والے اعتراض کو مع الجواب لکھیں؟

جواب:

مذکورہ عبارت کی غرض شارح ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

اعتراض (۱):

مصنف علیہ الرحمہ نے یہاں القسم الاول کہا ہے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے اپنی کتاب کی دو حصوں میں تقسیم کاری کر دی ہے لیکن ایسا نہیں ہے تو مصنف کا القسم الاول کہنا درست نہیں ہے؟

جواب:

مصنف نے اگرچہ صراحتاً کتاب کی تقسیم کاری نہیں کی لیکن مصنف کے قول "فی تحریر المنطق والکلام" سے ضمناً کتاب کی دو حصوں میں تقسیم کاری معلوم ہو رہی ہے۔

اعتراض (۲):

مصنف القسم الاول پر الف لام عہدی خارجی لے کر آئے ہیں یہاں الف لام عہدی خارجی لانا درست نہیں ہے کیونکہ الف لام عہدی خارجی کے معہود کا پہلے ذکر ہونا ضروری ہے لیکن یہاں پہلے القسم الاول کا ذکر کہیں نہیں ہے لہذا الف لام عہد خارجی لانا درست نہیں ہے؟

جواب:

یہاں الف لام عہد خارجی کا لانا درست ہے کیونکہ اس کے معہود کا ذکر ضمناً پہلے گزر چکا ہے۔

سوال ۲: "قولہ فی المنطق"

مذکورہ عبارت پر ہونے والے اعتراض کو جواب کے ساتھ نقل کریں نیز القسم الاول میں کتنے اور فی المنطق میں کتنے احتمال ہو سکتے ہیں بالتفصیل نقل کریں؟

جواب:

اعتراض: القسم الاول سے مراد بھی منطق اور فی المنطق سے مراد بھی منطق۔ مطلب معنی یہ ہوا کہ منطق منطق میں ہے تو اس عبارت میں ظرفیۃ الشئ لنفسہ لازم آ رہی ہے جو کہ باطل ہے؟

جواب:

القسم الاول سے عبارات اور الفاظ مراد لینا جائز ہے اور منطق سے معانی مراد لینا جائز ہے تو معنی یہ ہوگا کہ یہ الفاظ ان معانی کے بیان میں ہیں

القسم الاول میں سات احتمال ہو سکتے ہیں

1 الفاظ 2 معانی 3 نقوش 4 الفاظ و معانی
5 الفاظ و نقوش 6 معانی و نقوش 7 الفاظ و معانی و نقوش

"فی المنطق":

منطق میں پانچ احتمال ہو سکتے ہیں

1 ملکہ یعنی وہ قدرت جو نفس میں راسخ ہو چکی ہو۔
2 تمام مسائل کا جاننا 3 تمام مسائل کا اتنی مقدار میں جاننا جس کے ذریعے غور و فکر میں غلطی سے عصمت حاصل ہو
4 تمام نفس مسائل کا جاننا 5 نفس مسائل کا اتنی مقدار میں جاننا کہ جس کے ذریعے غور و فکر میں غلطی عصمت حاصل ہو۔

نوٹ:

پانچ کو سات کے ساتھ ضرب دینے سے 35 احتمالات حاصل ہوں گے۔ بعض احتمال میں بیان کو مقدر مانیں گے بعض میں تحصیل کو، اور ان کے بعد حصول کو مقدر مانیں گے اس حیثیت سے

کہ جسکو عقل سلیم مناسب سمجھے

سوال (3): مقدمہ سے کیا مراد ہے اسکی اقسام لکھیں نیز مقدمہ میں کتنی چیزیں بیان کی جاتی ہیں ؟

جواب:

مقدمہ مقدمۃ الجیش سے مأخوذ ہے

★ مقدمہ کی دو اقسام ہیں ۔

(1) مقدمۃ العلم (2) مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ الکتاب کی تعریف :۔

اگر کتاب الفاظ ۔

عبارات کا نام ہو تو مقدمہ کلام کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو مقصود سے مقدم کیا گیا ہو تاکہ ~~اس کی وجہ سے~~ مقصود کا مقدمہ کے ساتھ اور مقدمہ کے نفع کے ساتھ رابطہ قائم ہو جائے ۔

مقدمۃ العلم کی تعریف :۔

اگر مقدمہ معانی کا نام ہو تو اس سے مراد معانی کا وہ حصہ ہے جن پر مطلع ہونا واجب ہے لبصیرت فی الشروع کی وجہ سے ۔

مقدمہ میں تین چیزیں بیان کی جاتی ہیں ۔

1 اس علم کی تعریف 2 غرض و غایت 3 موضوع

سوال 4: علم کی تعریف لکھیں نیز ماتن نے علم کی تعریف ذکر نہیں کی شارح نے اسکی کتنی وجوہات بیان کی ہیں تحریر کریں ؟

جواب: علم کی تعریف :۔ ایسی صورت جو عقل میں کسی شئے سے حاصل ہو ۔

کرجسکو عقل سلیم مناسب سمجھے۔

سوال:۔ (3) مقدمہ سے کیا مراد ہے اسکی اقسام لکھیں نیز مقدمہ میں کتنی چیزیں بیان کی جاتی ہیں؟

جواب:۔

مقدمہ مقدمۃ الجیش سے مأخوذ ہے

مقدمہ کی دو اقسام ہیں۔

1. مقدمۃ العلم 2. مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ الکتاب کی تعریف :۔

اگر کتاب الفاظ و عبارات کا نام ہو تو مقدمہ کلام کے اس جصہ کو کہتے ہیں جو مقصود سے مقدم کیا گیا ہو تاکہ ان کی ترتیب ذکر یہ مقصود کا مقدمہ کے ساتھ اور مقدمہ کے نفع کے ساتھ رابطہ قائم ہو جائے۔

مقدمۃ العلم کی تعریف :۔

اگر مقدمہ معانی کا نام ہو تو اس سے مراد معانی کا وہ حصہ ہے جس پر مطلع ہونا واجب ہے بصیرت فی الشروع کی وجہ سے۔

مقدمہ میں تین چیزیں بیان کی جاتی ہیں۔

1. اس علم کی تعریف 2. غرض و غایت 3. موضوع

سوال 4:۔ علم کی تعریف لکھیں نیز ماتن نے علم کی تعریف ذکر نہیں کی شارح نے اسکی کتنی وجوہات بیان کی ہیں تحریر کریں؟

جواب:۔ علم کی تعریف :۔ ایسی صورت جو عقل میں کسی شئے سے حاصل ہو۔

علم کی تعریف ذکر نہ کرنے پر شارح نے تین وجوہات بیان فرمائی ہیں۔

1 مقام تقسیم میں "لوجہ ما" کا تصور کرتے ہوئے۔

2 علم کی تعریف کے مشہور و معروف ہونے کی وجہ سے 3 علم بدیہی چیز ہے
یعنی بدیہی تصور ہے اور بدیہات کی تعریف نہیں ہوتی۔

سوال: تصور اور تصدیق کی تعریف کرتے ہوئے تصدیق کے بارے میں حکماء اور امام رازی کا اختلاف بیان کریں نیز ماتن نے کس کے مذہب کو اختیار کیا ہے؟

جواب:

تصدیق کی تعریف: اگر علم نسبت کے اعتقاد کا نام ہو تو "تصدیق" کہلاتا ہے

تصور کی تعریف: اگر علم نسبت کے اعتقاد کا نام نہ ہو تو "تصور" کہلاتا ہے۔

تصدیق کے بارے میں حکماء کا مذہب:

حکماء کے نزدیک تصدیق نفسِ اذعان یعنی نفس اعتقاد اور حکم کا نام ہے اور حکماء کے نزدیک تصدیق بسیط یعنی مفرد ہے اور تصوراتِ ثلاثہ یعنی "موضوع، محمول اور حکم" شرط ہیں

تصدیق کے بارے میں امام رازی کا مذہب:

امام رازی کے نزدیک تصدیق تین چیزوں یعنی "موضوع، محمول، حکم" کے مجموعے کا نام ہے اور تصدیق مرکب ہے اور تصوراتِ ثلاثہ "شطر" یعنی جزء ہیں۔

نوٹ: ماتن نے حکماء کے مذہب کو اختیار کیا ہے

سوال 6 :- تصور کی کتنی صورتیں شارح نے بیان کی ہیں تحریر کریں؟

جواب :- شارح نے تصور کی پانچ صورتیں بیان کی ہیں۔

(1) امر واحد کا تصور جیسے زید (2) متعدد امور کا تصور جیسے زید، عمر وغیرہ (3) نسبت غیر تامہ کے ساتھ متعدد امور کا تصور جیسے غلامُ زیدٍ۔ (4) نسبت تامہ انشائیہ کا تصور جیسے اِضرِب۔ (5) ایسی نسبت خبریہ کا تصور جسکا ادراک یعنی پایا جانا غیر اذعانی ہو۔ جیسے خیال، شک اور وہم کی صورت۔

سوال 7 : ضرورت اور اکتساب کی تعریف کرتے ہوئے تصور اور تصدیق کی اقسام بیان کریں؟

جواب :- ضرورت کی تعریف:۔ جسکا حصول بغیر نظر و فکر کے ہو۔

اکتساب کی تعریف :۔ جسکا حصول نظر و فکر کے ساتھ ہو۔

تصور کی دو اقسام ہیں۔

(1) تصورِ ضروری اسکا دوسرا نام تصور بدیہی ہے۔

تعریف :۔ جسکا حصول بغیر نظر و فکر کے ہو۔

(2) تصورِ کسبی اسکا دوسرا نام تصورِ نظری ہے۔

تعریف :۔ جسکا حصول نظر و فکر سے ہو۔

نوٹ :- تصدیق کی بھی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں یعنی تصدیق ضروری اور تصدیق کسبی ہے۔

سوال 8 :- بالضرورت سے کس بات کیطرف اشارہ ہے؟

بالضرورۃ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ قسم یعنی "تصورِ ضروری ہو یا تصدیق ضروری" بدیہی ہے۔ اس قسم میں استدلال کی طرف محتاجی نہیں ہے

سوال: نظر و فکر کی تعریف کریں نیز مصنف نے نظر و فکر کی تعریف میں لفظِ معلوم سے معقول کی طرف عدول کیوں کیا وجہ تحریر کریں؟

جواب: نظر و فکر کی تعریف:- نفس کا امر معلوم کی طرف توجہ کرنا امر غیر معلوم کو حاصل کرنے کے لیے

وجہ عدول:- لفظِ معلوم سے معقول کی طرف عدول چند فوائد کی بناء پر کیا ہے۔

1) لفظِ معقول کو ذکر کرنے میں تعریف میں لفظِ مشترک کے استعمال سے احتراز ہے۔

2) لفظِ معقول کو ذکر کرنے میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ فکر صرف معقولات میں جاری ہوتی ہے

3) لفظِ معقول کو ذکر کرنے میں سجع بندی کی رعایت ہے۔

سوال: منطق کی حاجت پر نوٹ لکھیں؟ نیز قانون کس زبان کا لفظ ہے نیز قانون کی اصطلاحی تعریف مثال کے ساتھ تحریر کریں؟

جواب: کبھی کبھی نظر و فکر میں غلطی واقع ہو جاتی ہے کیونکہ فکر کی انتہا نتیجہ تک ہو جاتی ہے جیسا کہ عالم حادث ہے اور کبھی کبھی نتیجہ کی نقیض تک انتہا ہو جاتی ہے جیسے عالم قدیم ہے ان دونوں فکروں "یعنی عالم حادث ہے عالم قدیم ہے" میں ایک فکر یقینی طور پر غلط ہے ورنہ اجتماع نقیضین لازم آئے گا لہٰذا کسی ایسے قاعدہ کلیہ کا ہونا ضروری ہے کہ اگر اس قاعدہ کی رعایت کی جائے تو نظر و فکر میں کوئی غلطی واقع نہ ہو اور قاعدہ منطق ہے تو ثابت ہوا کہ لوگ منطق کی طرف فکر میں خطا سے بچنے کے لیے منطق کی طرف محتاج ہوتے ہیں

نوٹ:- قانون یونانی یا سریانی زبان کا لفظ ہے اسکو اصل میں کتاب کے پیمانے کے لیے وضع کیا گیا ہے

قانون کی اصطلاحی تعریف:-

وہ قضیہ کلیہ جسکے ذریعے اُس قضیہ کے موضوع کی جزئیات کے احکام کو پہچانا جاتا ہے جیسا کہ "کل فاعلٍ مرفوعٌ" ۔ بے شک "کل فاعلٍ مرفوعٌ" یہ حکم کلی ہے اس سے فاعل کی جزئیات کے احوال کو جانا جاتا ہے ۔

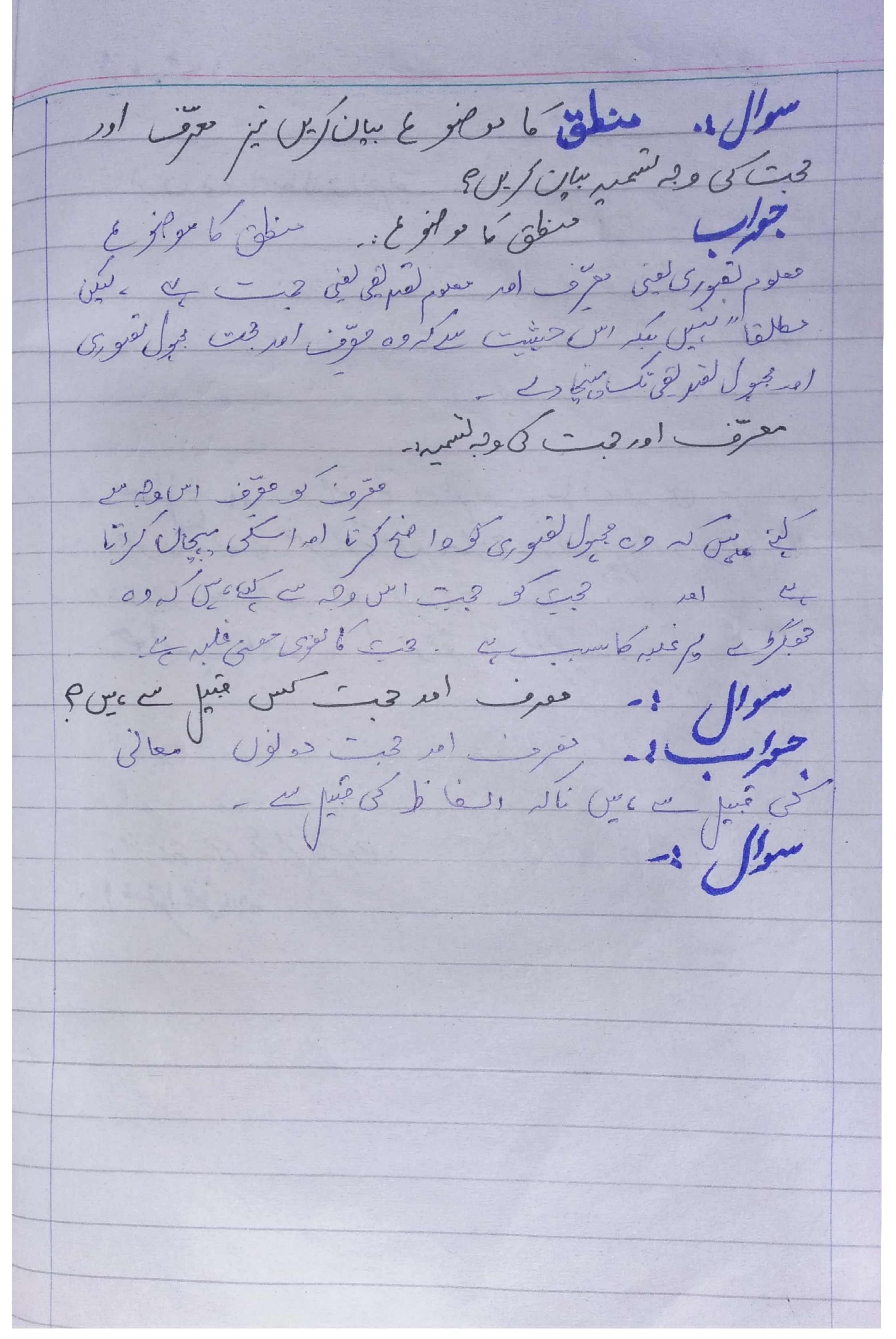
سوال:- موضوع کی تعریف بیان کریں نیز موضوعہ کی "ہ" ضمیر کس کیطرف راجع ہے اس پر وارد ہونے والا اعتراض مع جواب نقل کریں ؟

جواب:- موضوع کی تعریف:-

کسی علم کا موضوع وہ ہوتا ہے جس میں اس علم کے عوارضِ ذاتیہ کے بارے میں بحث کی جاتی ہے ۔

موضوعہ میں "ہ" ضمیر کا مرجع:- "ہ" ضمیر کا مرجع منطق ہے۔

اعتراض:-



سوال:۔ منطق کا موضوع بیان کریں نیز معرف اور
حجت کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب منطق کا موضوع:۔ منطق کا موضوع
معلوم تصوری یعنی معرف اور معلوم تصدیقی یعنی حجت ہے، لیکن
مطلقاً نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ معرف اور حجت مجہول تصوری
اور مجہول تصدیقی تک پہنچا دے۔

معرف اور حجت کی وجہ تسمیہ:۔

معرف کو معرف اس وجہ سے
کہتے ہیں کہ وہ مجہول تصوری کو واضح کرتا اور اسکی پہچان کراتا
ہے اور حجت کو حجت اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ
جھگڑے میں غلبہ کا سبب ہے۔ حجت کا لغوی معنی غلبہ ہے۔

سوال:۔ معرف اور حجت کس قبیل سے ہیں؟

جواب:۔ معرف اور حجت دونوں معانی
کی قبیل سے ہیں نا کہ الفاظ کی قبیل سے۔

سوال:۔

Scanned by CamScanner

فصل "دلالت کے بارے میں"

سوال نمبر 1: دَلَالَۃُ اللَّفْظِ عَلٰی تَمَامِ مَا وُضِعَ لَہٗ مُطَابَقَۃٌ وَعَلٰی جُزْئِہٖ تَضَمُّنٌ وَعَلَی الْخَارِجِ اِلْتِزَامٌ۔ مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

جواب:- ترجمہ: لفظ کی دلالت موضوع لہ کے تمام پر ہو اسے دلالت مطابقی کہتے ہیں اور اسکے جزء پر ہو تو اسے تضمنی کہتے ہیں اور اگر خارج پر ہو تو اسے التزامی کہتے ہیں۔

(ii) دلالت کی بحث کو مقدم کیوں کیا حالانکہ منطقی تو معانی سے بحث کرتے ہیں؟

جواب:- دلالت کی بحث کو الفاظ سے مقدم کیا کیونکہ افادہ اور استفادہ دلالت کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں

سوال (iii): دلالت کا لغوی اور اصطلاحی معنی نیز دلالت کی اقسام وضع اور طبع کے اعتبار سے بیان کریں؟

جواب:- دلالت کا لغوی معنی:- "الارشاد" رہنمائی کرنا۔
دلالت کا اصطلاحی معنی:- کسی شئے کا اس حیثیت سے ہونا کہ اس چیز کے علم سے دوسری شئے کا علم (جند جاننا) لازم آئے۔
دلالت کی اقسام:- دلالت کی ابتدائی دو اقسام ہیں (1) دلالت لفظیہ (2) دلالت غیر لفظیہ
پھر ان دونوں میں سے ہر ایک کی تین تین اقسام ہیں
(1) دلالت لفظیہ وضعیہ (2) دلالت لفظیہ طبعیہ (3) دلالت لفظیہ عقلیہ
(4) دلالت غیر لفظیہ وضعیہ (5) دلالت غیر لفظیہ طبعیہ (6) دلالت غیر لفظیہ عقلیہ۔
دلالت لفظیہ کی تعریف:- جس میں دال لفظ ہو۔
دلالت غیر لفظیہ کی تعریف:- جس میں دال لفظ نہ ہو۔

سوال نمبر 2: معنی موضوع لہٗ کے اعتبار سے دلالت کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں بیان کریں؟

جواب: معنی موضوع لہٗ کے اعتبار سے دلالت کی تین اقسام ہیں۔

(1) دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ:

تعریف: وہ دلالت جسکی دلالت موضوع لہٗ کے تمام معنی پر ہو۔

(2) دلالت لفظیہ وضعیہ تضمنیہ:

تعریف: جسکی دلالت موضوع لہٗ کے جزء پر ہو

(3) دلالت لفظیہ وضعیہ التزامیہ:

تعریف: جسکی دلالت امر خارج پر ہو۔ یعنی نہ جزء پر ہو نہ تمام معنی پر ہو۔

سوال نمبر ج (i) ولابد فیہ من اللزوم سے کیا مراد ہے بیان کریں؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ دلالت لفظیہ وضعیہ التزامیہ کے اندر لزوم کا ہونا ضروری ہے لزوم سے مراد یہ ہے کہ امر خارج کا اس حیثیت سے ہونا کہ اس امر خارج کے بغیر موضوع لہٗ کا تصور محال ہو۔ برابر ہے کہ یہ لزوم ذھنی عقلاً ہو جیسا کہ دیکھنے والے کی نسبت کرنا اندھے کی طرف یا عرفاً ہو جیسا کہ سخاوت کی نسبت حاتم کی طرف کرنا۔

(ii) وتلزمھما المطابقۃ ولو تقدیراً: عبارت مذکورہ کی وضاحت شرح تہذیب کی روشنی میں کریں؟

جواب: